(ادارہ)

بہ سلسلہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے
سانحہ ارتحال پر ہمہ گیر سوگ اور عالمی تعزیت

اکابر علماء ہند اور چند مشاہیر کے تعزیتی مکاتیب

مولانا قاضی زین العابدین میرٹھی خطیب شاہی جامع مسجد میرٹھ

برادر مکرم و محترم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دارالعلوم دیوبند میں، شرکت اجلاس مجلس شوریٰ کے سلسلہ میں آیا ہوا ہوں۔ یہاں دوران مجلس ریڈیو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ و اعطیٰ۔ آپ کے تو وہ والد بزرگوار تھے ان کے سایہ رحمت خداوندی سے محرومی پر آپ جتنا افسوس اور غم کریں وہ کم ہے۔ مگر ہم وابستگان دامان عقیدت کو بھی اس سے جو صدمہ پہنچا ہے اس کا اظہار مشکل ہے۔

"الحق" کے ذریعہ ان کے ارشادات و افادات سے ہر ماہ متمتع ہونے کا موقعہ ملتا رہتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم ان کی مجلس ہی میں حاضر ہیں۔ افسوس کہ یہ صورت اب نہ رہی۔

حضرت محترم بزرگان دیوبند و گنگوہ کی یادگار اور ان کے علوم و افکار کے امین تھے۔ دارالعلوم دیوبند کا فیض ان کے ذریعہ پاکستان اور افغانستان میں جاری تھا۔ اور اس سے وہاں کے دینی و علمی حلقے سرسبز و شاداب تھے۔

بہرحال۔ وقت موعود تو سب کو آنا ہے خواہ دنیوی و دینی عظمت کے کیسے ہی بڑے حامل ہوں۔ بارگاہ خداوندی میں حاضری سے کوئی مستثنیٰ نہیں اذا جاء اجلھم لا یستقدمون ساعۃ ولا یستاخرون۔

اللہ سے دعا ہے کہ حضرت محترم کو اپنے جوار رحمت و رافت میں جگہ دے اور ان کی علمی و دینی و اسلامی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں ان کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ صاحبان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور اسی حادثہ پر اجر جزیل سے نوازے۔ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے اس حادثہ پر تجویز تعزیت کی ہے اسے مہتمم صاحب ارسال خدمت کریں گے۔

تجویز کے علاوہ، مجلس نے حضرت کے لئے دعائے مغفرت بھی کی۔

مدرسین دارالعلوم حقانیہ کو سلام عرض کردیں۔

(۲) الاخ الاعز الاکرم سلمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ حضرت مخدوم ملت مجدد شریعت وطریقت مولانا الشیخ عبدالحق شیخ الحدیث و بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ضلع پشاور کے حادثۂ وفات کی خبر کافی عرصہ ہوا ریڈیو اور دیگر ذرائع سے مل چکی تھی ایسا محسوس ہوا تھا کہ دل پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔

میں اس زمانہ میں بغرضِ شرکت مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند (مورخہ یکم و دوم صفر ۱۴۰۹ھ) باوجود علالت طبع کے دیوبند حاضر تھا۔ تجویز تعزیت میرے ہی قلم سے لکھی ہوئی مجلس میں پیش ہو کر منظور ہوئی۔ اور کافی دیر تک ارکانِ مجلس، حضرت مرحوم کے فضائل وخصائل اور کمالات علمی و عملی کا تذکرہ کرتے رہے۔ سب نے ایسا محسوس کیا کہ گویا دارالعلوم دیوبند اپنے ایک سرپرست سے محروم ہوگیا ہے۔ وہیں میں نے ذاتی طور پر ایک تعزیتی خط آپ کے نام لکھا تھا اور راسے حوالہ برید کرنے کی ہدایت کی تھی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خط آپ تک نہیں پہنچا۔

آج نومبر ۸۸ء کا " الحق " ملا۔ اس میں حضرت کی وفات پر مختلف اصحاب کے اشک ہائے غم کے علاوہ، ایک دوسرے محترم دوست اور پاکستان میں علماء دیوبند کے نمائندہ اور اکابر سہارنپور و دیوبند کے جانشین مولانا محمد مالک ؒ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کی وفات حسرت آیات کی خبر بھی نظر سے گذری تو حضرت ؒ کی یاد بھی تازہ ہوگئی (ان الشجی یبعث الشجی) مناسب سمجھا کہ دونوں کی تعزیت آپ ہی سے کرلوں۔

دونوں بزرگواروں سے قدیم روحانی و علمی روابط کے باوجود، آخری ملاقات دارالعلوم دیوبند ہی کے دو یادگار جلسوں میں ہوئی تھی۔ اور راس نے تاریخ کے مٹے ہوئے نقوش کو اجاگر کر دیا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث ؒ سے شرفِ نیاز دیوبند کے عظیم صدسالہ جلسہ کے موقعہ پر حاصل ہوا۔ حضرت ؒ جسمانی اعتبار سے ہڈیوں کا ایک ہار تھے۔ مگر علم وفضل، لطف وکرم مودت ومحبت وعظمت وجلالت کا کہکشاں۔ باوجود سخت نقاہت اور سفر کی تکان کے کھڑے ہو کر معانقہ فرمایا اور دیر تک دعائیں دیتے رہے۔ آپ سے بھی، ان ہی کے ساتھ شرفِ ملاقات حاصل ہوا تھا۔

پھر بعد میں " الحق "، کے ذریعہ روابط و تعلقات کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کے بعض اساتذہ کرام اور واردین وصادرین کی مجلسوں میں آپ جو ملفوظات ارشاد فرماتے رہے وہ علمی و روحانی جواہرات کی شکل میں ہر رسالہ کے ذریعہ دیدۂ دل کو روشن کرتے رہے۔ حضرت گنگوہی ؒ اور حضرت نانوتوی ؒ سے لے کر حضرت کشمیری ؒ اور حضرت مدنی ؒ تک کے علوم ومعارف کا ذخیرہ سی آب وتاب کے ساتھ نگاہوں کے سامنے آتا رہتا تھا۔

حضرت ؒ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحیح جانشین کی حیثیت سے نہ صرف مجلس کتاب وسنت ہی کے صدر نشین تھے بلکہ میدانِ جہاد کے بھی سالارِ کارواں تھے۔ مجاہدین سرحد کی آمد پر آپ کے جوارشادات ہوتے وہ اس کا